میر محمد جعفر خاں نے ..... فقرائے قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کھلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور اس کے بعد جشنِ ہولی کی تیاری ہوئی۔ کپڑے رنگین پہنے اور لہو و لعب شروع کیا .... اور ہولی کا زور و شور مثلِ محشر قایم کیا اور روزِ معہودہ کے آخر روز تک جیسا کہ اہلِ ہند عبیر و گلال اور خاک اڑاتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر خاک پھینکتے ہیں اور اس دن خاک وغیرہ اڑانے کا نام دھولینڈی رکھا ہے، اسی طرز و وضع پر روزِ معہودہ تک اس نے بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور یہ امر بھی جو ہندوستان میں ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے ہیں، کمال سرخ روئی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب دی۔"[1]

معاشی زبوں حالی کے باوجود مبارک الدولہ پسر چہارم میر محمد جعفر خاں چھ ہزار روپیہ ایام ہولی میں [صر]ف کرتا تھا[2] طبا طبائی رقمطراز ہے کہ یہ خصلت اس عہد کے تمام امرا میں پائی جاتی تھی۔ وہ ہزار روپیہ اس جشن میں صرف کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔

"تہوار ہولی تو خود جملہ امرائے طاہی پسند کو مرغوب ہے۔ اس تہوار میں حسب مقدرت خرچ کرتے ہیں اور بزمِ ہزل و ظرافت اور بڑے بڑے آدمیوں کو نام لے کر گالیاں سناتے ہیں۔"[3]

نظیر اکبرآبادی کے ذیل کے اشعار سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے تمام مسلم امرا بڑے اہتمام سے ہولی کا جشن مناتے تھے اور اقتصادی تنگ حالی کے باوجود دل کھول کر صرف کرتے تھے۔

امیر جتنے ہیں سب اپنے گھر میں ہیں خوش حال — قبائیں پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گبری طرح حوض میں کے سب فی الحال — مچلتے ہولیاں آپس میں لے عبیر و گلال

---

[1] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲ - ص ۳۱۴ تا ۳۱۵ [2] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ج ۲ - ص ۴۱۴-۴۱۵-
[3] ایضاً - ج ۲ - ص ۵۱۷ -

بنے ہیں رنگ سے رنگین نگار ہولی میں [۱]

عوام اور ہولی جب بادشاہوں اور امیروں کا یہ حال تھا تو عوام کا کیا پوچھنا۔ وہ لوگ بھی اس تہوار میں اپنی حیثیت کے مطابق بڑے جوش وخروش سے حصہ لیتے تھے۔ آنند رام مخلص نے عوام کا حال مندرجہ ذیل اشعار میں پیش کیا ہے۔

خلقی سودائی بہار ہولی است | برخوری وطرب مدار ہولی است
رفتہ زخویش برنگی ہرکس | ایں کار شراب نیست کار ہولی است
شاہا نہ ہند اقتدار ہولی است | گل نیست کہ چتر زرنگار ہولی است
گردیدہ بلند ہر طرف گرد گلال | درعالم خود گلال یار ہولی است [۲]

اٹھارہویں صدی کے لگ بھگ تمام شعراء نے ہولی کے جشن کے مناظر بڑے اچھے انداز میں پیش کئے ہیں۔ شاہ حاتم نے لکھا ہے:

مہیا سب ہے اب اسباب ہولی | اٹھو یارو بھرو رنگوں سے جھولی
ادھر یار اور ادھر خوباں صف آرا | تماشا ہے تماشا ہے تماشا
چمن میں دھوم دغل چاروں طرف ہے | ادھر ڈھولک اُدھر آواز دف ہے
ادھر عاشق اُدھر معشوق کی صف | نشے میں مست وہر ایک جام بر کف
گلال ابرک سے بھر بھر کے جھولی | پکارے یک بیک ہولی ہے ہولی [۳]

شاہ حاتم نے رنگ پاشی، گلال اور عبیر ریزی اور چراغاں کے مناظر بڑے دلچسپ انداز

---

[۱] کلیات نظیر اکبرآبادی (نول کشور) ص ۳۲۴ [۲] پری خانہ (آنند رام مخلص) قلمی ص ۵ ب

[۳] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ دیوان زادہ (قلمی) ص ۱۴۳-۱۴۴، نیز ملاحظہ ہو کلیات قائم (قلمی، نسخہ انجمن ترقی اُردو، علی گڑھ) ص ۵۰۸، دیوان جوشش (مرتبہ جناب قاضی عبدالودود صاحب (دہلی ۱۹۴۲ء) ص ۲۲۹-۲۴۰۔ نظیر اکبرآبادی نے آگرہ میں ہولی کی جلسوں کا چشم دیدہ منظر اپنی کئی نظموں میں پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: کلیات نظیر اکبرآبادی (نول کشور ۱۹۵۱ء) ص ۴۲۵-۴۴۱،

میں بیان کیے ہیں۔

مندرجہ بالا ہولی کی مثنویوں کے مطالعہ سے کئی اہم باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں باقاعدہ ہولی کی مجلسیں بھی تھیں جہاں ہولی کھیلی جاتی تھی۔ ان محفلوں میں رقص وسرود کا اہتمام ہوتا تھا اور گانے کے ساتھ اس وقت کے مروجہ تمام سازوں کا استعمال ہوتا تھا اس زمانے میں ڈومنیوں، راج پاتریوں اور کنچنیوں کے علاوہ حسین و جمیل لونڈے اور بھانڈ بھی محفل رقص میں مدعو کیے جاتے تھے۔ یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ اٹھارہویں صدی کے مسلمانوں میں طوائفوں کے رقص کا رواج رفتہ رفتہ ختم ہو رہا تھا اور وہ لوگ لونڈے کے رقص میں بہت دلچسپی لینے لگے تھے۔ مرزا قتیل کا یہ بیان اس کی تصدیق کرتا ہے۔

"ہندوستان میں برہمن فرقے کتھک نامی ایک چھوٹا سا گروہ ہے جس کا کام بچوں کو چاہے ان کا بیٹا ہو یا بھتیجا یا بھانجا ہو، نواسہ ہو، پوتا ہو یا غلام کا لڑکا ہو، چاہے کسی غیر کا لڑکا ہو جسے باپ نے افلاس کی وجہ سے اُن کے سپرد کر دیا ہو، انھیں رقص وسرود کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ دولت مندوں کی محفلوں میں ان کو نچوائیں اور گراں قدر انعامات حاصل کریں۔ امیروں کی مجلسوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کا یہ معمول ہے کہ چند لوگ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور ان لڑکوں کو ناچنے کے لیے مامور کرتے ہیں۔ رقص کی حالت میں ان میں سے ایک شخص جب اپنی جیب سے ایک پیسہ یا ایک روپیہ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہے تو مجمع کے دوسرے لوگ بھی یہ عمل دیکھ کر اُن میں سے اُسے حسب حیثیت کچھ نہ کچھ دیتے ہیں۔ اس مجمع میں جس شخص کے سامنے یہ لڑکا ناچتا ہوا آکر بیٹھ جاتا ہے اور ناز و ادا سے اس کا دامن پکڑ کر بیٹھے بیٹھے ناچتا ہے، وہ مجلس کے دیگر اشخاص کے لیے باعث رشک و حسد ہوتا ہے، کیونکہ اُن کے خیال میں یہ بات اعلیٰ ترین مراتب میں ہے .... مسلمان اس میں بڑا اہتمام کرتے ہیں.... بعضے چماری، بازاری اور دہقانی جو قصبات اور دیہات کے باشندے ہوتے ہیں، اور ملکیوں کے نام سے موسوم ہیں، اس فرقے کے شیخ، سید، مرزا اور

خان تمام کے تمام لڑکوں کے ناچ کے عاشق ہوتے ہیں، اگر کسی عزیز کے گھر وہ کسی تقریب کے سلسلہ میں طوائف کے رقص کی خبر سنیں تو وہاں نہیں جاتے چاہے دعوت نامہ ہی کیوں نہ آیا ہو کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں، لیکن اگر کسی سے سن لیں کہ فلاں بازار میں، فلاں دوکان کے سامنے کسی ہندو یا مسلمان لڑکے کا ناچ ہو رہا تو کچھ لوگ جمع ہوکر بڑی خوش دلی سے وہاں جائیں گے چاہے راستہ میں کیچڑ پانی، گڑھے اور شدید بارش ہی کیوں نہ ہو" [۱]

دہلی کے بازار چوک سعد اللہ خاں میں سرِ عام لونڈوں کے رقص و سرود کی محفلیں سجتی تھیں۔ درگاہ قلی خاں رقمطراز ہے:

"ہر طرف رقص امارد خوش رد قیامت آباد" [۲]

مختصر یہ کہ مسلم سماج کے ہر طبقے کے لوگوں کی الگ الگ محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ شاہ وگدا سب ہولی کھیلتے تھے۔

پنجاب کے علاقے کے مسلمان بھی بڑی دھوم دھام سے ہولی مناتے تھے۔ مصنف انشائے بہار معانی لکھتا ہے:

"از فرط رنگ آمیزی جا بجائے زعفرانی سواد ہند زعفران را ...... و فور گلال ریزی و عبیر افشانی سرزمین پنجاب گلزار کشمیر ہمیشہ بہار" [۳]

ہولی جلانا | جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ہندو ہولی کے دن کے دو ماہ پہلے سے لکڑیوں کے انبار لگانے لگتے تھے اور ہولی کی رات کو اس میں آگ لگاتے تھے۔ اس فعل کو "ہولی جلانا" کہتے ہیں [۴]۔ اسی طرح مسلمان بھی ہولی جلانے کا اہتمام کرتے تھے [۵]

[۱] ہفت تماشا (اردو ترجمہ) ص ۷۹-۸۰، انشا اللہ خاں انشا نے دہلی کے عام لوگوں میں رقص امرد کی دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو دریائے لطافت (اردو ترجمہ) ص ۹۹-۱۰۰۔ [۲] مرقع دہلی۔ ص ۱۵۔ [۳] انشائے بہار معنی (اندر جیت دھر) قلمی ص ۱۴۱، الف [۴] ہفت تماشا (اردو ترجمہ) ص ۹۰۔ [۵] تاریخ مغلیہ بادشاہ مظفری، (محمد علی خان) قلمی ص ۲۹ ب

رحم جوش، ایک شاعر تھا، جو ہولی کے دنوں میں کوچہ و بازار میں غزلیں گاتا ہوا پھرا کرتا تھا۔ قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے:

"در ایام ہولی مقلدانہ آزاد شدہ، بکوچہ و بازار غزل خوان می گشت۔" [۱]

انشاء اللہ خاں انشاء کے اس شعر سے ایسا گمان ہوتا ہے۔ کہ زاہد اور پرہیزگار لوگ بھی ہولی کے دنوں میں اپنا دامن رنگ سے محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔

شب محفلِ ہولی میں جو وارد ہوا زاہد رندوں سے لپٹ کر داڑھی کو دیا اس کی لگا۔

مسلمان عورتیں ان دنوں اپنی لڑکیوں اور بہنوں کے گھروں کو رنگ سے بھرے مٹکے اور لال رنگ سے چاولوں کو رنگ کر ان کے گھروں میں بھیجا کرتی تھیں اور ان ایام کا بڑا اہتمام کرتی تھیں۔" [۲]

لکھنؤ میں عام مسلمانوں کی ہولی سے دلچسپی کے بارے میں مرزا قتیل کا بیان بہت اہم ہے۔

"اس زمانے میں دن رات بہروپ بھرے جاتے ہیں، کبھی خوب صورت نازک اندام لڑکے، عورتوں کا لباس اور زیورات پہنتے ہیں اور کبھی عورتوں کو مردانہ لباس پہناتے ہیں، خصوصاً حرم سرا کی عورتیں مغل اور فرنگی مردوں کا روپ بھرتی ہیں، اور فارسی کے کچھ الفاظ مغلوں کے لہجے میں یا مصنوعی انگریزی الفاظ جو اس زبان اور لہجے سے ملتے جلتے معلوم ہوں بولتی ہیں۔ کبھی ایک سبزی فروش بنتی ہے، دوسری اس کی بیوی۔ کبھی ایک جوگی بنتی ہے اور دوسری جوگن، جوگیوں کے بہروپ کے علاوہ بندر، کتا، بھیڑیا، گائے، ریچھ، شیر اور دوسرے جانوروں کی شکلیں اختیار کر کے آدمیوں کا تعاقب کرتی ہیں۔ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ گاؤں اور شہر کے نووارد بچے اور جوان ریچھوں اور شیروں کی مصنوعی شکلوں کو اصل سمجھ کر

---

[۱] مجموعۂ نغز۔ ج ۱، ص ۱۷۳

[۲] ہفت تماشا (اردو ترجمہ) ص ۹۱-۹۲

ڈر کے مارے زمین پر لوٹنے لگتے ہیں اور مدد کے لیے چلاتے ہیں؟ [1]

مختصر یہ کہ کچھ مسلمانوں کے علاوہ سبھی مسلمان دل کھول کر ہولی کھیلتے تھے۔ بچے لوگ بچوں کے ساتھ، دولت مند، دولت مندوں کے ساتھ اور جوان جوانوں کے ساتھ مل کر ہولی مناتے تھے۔

ترجمان السنہ جلد چہارم

از حضرت مولانا السید محمد بدر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جس میں معجزات کی حقیقت، اس کے اقسام اور اسانید پر سیر حاصل اور محققانہ بحث کی گئی ہے

بڑی تقطیع ۲۲×۲۹ سائز قیمت مجلد سولہ روپے۔ غیر مجلد چودہ روپے

ندوۃ المصنفین دہلی

مجلس ترقی ادب لاہور کا سہ ماہی مجلہ

"صحیفہ"

مدیر اعزازی: ڈاکٹر وحید قریشی ——— مدیر معاون: کلب علی خاں فائق

* علمی، ادبی، تحقیقی اور سوانحی مقالات کی بلند پایہ دستاویز
* تہذیبی، ثقافتی اور معاشرتی مضامین اور تراجم کا معلومات افزا مرقع۔
* برصغیر پاک و ہند کی رفتارِ ادب کا انتقادی آئینہ۔
* مجلس ترقی ادب لاہور کی تازہ ترین مطبوعات کا مبصر

قیمت: فی پرچہ: ڈیڑھ روپیہ ——— سالانہ چھ روپے

مجلس ترقی ادب، ۲۔ کلب روڈ، لاہور

دوسری قسط

معینی کتب خانہ کی قلمی کتابیں

از جناب فضل المتین صاحب اجمیر شریف

۶ ـــــــ راحت القلوب

یہ کتاب مجلد ہے۔ اصل کتاب کے اوّل و آخر، پانچ، پانچ صفحات بڑھائے گئے ہیں۔ کتاب کا طول ۸، انچ ہے اور عرض ۵ انچ ہے۔ کاغذ عمدہ اور چکنا استعمال کیا گیا ہے اور کتابت خاصی روشن اور صاف ہے۔

اصل کتاب ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن کتاب ہذا پر بجائے صفحات اوراق نمبر کا اندراج ہے۔ جن کا نمبر ۱۲۹ تا ۲۲۰ ہے۔

راحت القلوب صفحہ ۷۷ پر ختم ہوتی ہے۔ بقایا ۷ صفحات پر جو کچھ تحریر ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

کتاب ہذا کے شروع کے (۷) صفحات سادہ ہیں۔ صفحہ نمبر (۸) پر بعنوان "از فوائد الفواد" ایک عبارت درج ہے جس کا اصل کتاب سے کوئی تعلق نہیں۔

صفحہ نمبر (۹) کی پیشانی پر "رسالہ چہارم ـــــ رسالہ راحت القلوب از ملفوظات حضرت فرید الدین گنج شکر تالیف حضرت نظام الدین۔ یازدہ جز" تحریر ہے۔ اس کے بعد "مولوی رکوم۔ در مناجات" کے ذیل میں ۴، اشعار درج ہیں۔

صفحہ نمبر (۱۰) سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ آغاز "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے ہوا ہے۔

کتاب ہذا مندرجہ ذیل عبارت سے شروع ہوتی ہے۔

"ایں جواہر گنج (کذا) الہام ربّانی وایں جواہر فضل علوم سبحانی از زبان دریاد وگوہر (کذا) نثار سلطان المشائخ شیخ الشیوخ العالم قطب العلامہ الدنیا والدین بدر الطریقۃ، برہان الحقیقت سید العابدین عمدہ الابرار قدوۃ الاخیار، تاج الاصفیا وسراج الاولیا ملک السالکین برہان العاشقین فرید الحق والدین متع اللہ المسلمین بطول بقاءِ آمین جمع کردہ شد، آنچہ از تاج الصالحین از عین لفظ مبارک سمع میر سید وایں مجموعہ کہ نام او راحت القلوب داشتہ آمد" ——— (صفحہ ۱۰ ——— کتاب ہذا)

کتاب ہذا کے آخر میں یعنی صفحہ (۱۷۷) پر نظام گنجوی کے چار اشعار درج ہیں۔ مقطع یہ ہے۔

نظام بیک باش یاراں شدند

تو ماندی لیس نکساراں (کذا) شدند

شروع کے اشعار صفحہ (۱۷۶) پر درج ہیں۔ یہ اشعار شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکرؒ کی خدمت میں شمس دبیرؒ نے سنائے تھے۔ اختتام کتاب پر یہ عبارت تحریر ہے

"باتمام رسید رسایل اربعہ ملفوظات از حضرت خواجگانِ چشت بتاریخ شانزدہم ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ ہجری نبوی بروز چہار شنبہ مراجناب حکیم سراج الدین صاحب بخط بد نمط بندہ فقیر کمترین یقین الدین بن سراج الدین ساکن نارنول"

اس عبارت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پیشِ نظر۔ انیس الارواح۔ دلیل العارفین فوائد السالکین اور راحت القلوب کا سلسلۂ کتابت ۱۲۶۲ھ ہجری ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاروں ملفوظات ایک ہی کاتب نے یکے بعد دیگرے کتابت کئے ہیں جس کی شہادت مندرجہ بالا عبارت اور اوراق نمبر کا اندراج ہے۔

ایک بحث

متذکرہ بالا ملفوظات کی نسبت تالیف، اکثر اہلِ علم وتحقیق اور صاحب الرائے حضرات